بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

أَلحَمْدُ لله رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِه وَصَحْبِه اَجمَعِين ، وَبَعْدُ:

093: سورۃ الضحیٰ کی مختصر تفسیر

سورۃ الضحیٰ کی گیارہ (11) آیات ہیں اور یہ سورۃ مکی سورۃ ہے، چھوٹی سی سورۃ ہے لیکن چھوٹی سی اور عظیم سورۃ میں عظیم پیغام ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾ وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى ؕ﴿۴﴾ وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى ؕ﴿۵﴾ اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰى ۙ﴿۶﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۙ﴿۷﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰى ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الۡيَتِيۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡ ؕ﴿۹﴾ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ ؕ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾﴾ (الضحی: 1-11)

اس عظیم سورۃ کا ترجمہ:

﴿وَالضُّحٰى﴾ (قسم ہے چاشت کے وقت کی)۔

﴿وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى﴾ (اور رات کی جب وہ چھا جائے)۔

﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾ (آپ کے ربّ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی بیزار ہوا)۔

﴿وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى﴾ (اور آخرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پہلی یعنی دنیا سے بہتر ہے)۔

﴿وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى﴾ (اور عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کا ربّ عطا کرے گا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں گے)۔

﴿اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰى﴾ (کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم نہیں پایا پس ٹھکانہ دیا)۔

﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے خبر پایا تو ہدایت دی)۔

﴿وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰى﴾ (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مفلس پایا تو غنی کر دیا)۔

﴿فَاَمَّا الۡيَتِيۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡ﴾ (پس جو یتیم ہو اُس پر قہر نہ کریں)۔

﴿وَاَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (اور جو سوال کرنے والا ہو اسی نہ جھڑ کیں)۔

﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربّ کی نعمت ہے اسے بیان کریں)۔

اس سورۃ کی ایک وجہ ہے سبب نزول ہے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو نازل کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ کئی قرآن مجید کی سورتوں اور آیات کا سبب نزول معروف ہے اور کئی آیات کا سبب نزول معروف نہیں ہے۔

صحیح بخاری، مسلم میں ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو دو یا تین دن بخار ہوا طبیعت خراب ہو گئی اور وحی رُک گئی تو ایک مشرک عورت نے آکر یہ کہا" ہمیں لگتا ہے کہ تیرے شیطان نے (نعوذ باللہ) تجھے چھوڑ دیا ہے": اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی ہے جس میں ان مشرکین کو منہ توڑ جواب ہے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو چھوڑ دیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور مومنوں کے لیے تسلی ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں اس عظیم سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے کس طریقے سے اس مشرک عورت کو جواب دیا ہے اور ہر اُس شخص کے لیے یہ منہ توڑ جواب ہے جو مومنوں کا دشمن ہے اور دین اسلام کا دشمن ہے، اور جو دیگر اَدیان ہیں باطل اَدیان ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر یہ اہل حق ہوتے تو اُن کو کوئی تکلیف یا کوئی پریشانی نہ ہوتی اگر یہ صحیح مذہب پر ہوتے تو پھر ہمیشہ یہ خیر ہی پاتے ان کو کوئی تکلیف یا دشواری نہ ہوتی، اگر یہ واقعی حق پر ہوتے تو ان کا ربّ ان کے ساتھ ہوتا، تو جب یہ تکلیف میں ہیں پریشانی میں ہیں اس کا مطلب یہ ہے حق پر نہیں ہیں۔

تو بعض لوگوں کا یہ عجیب سا معیار ہوتا ہے!

اور اس میں یہ بھی یعنی ہمیں ایک سبق ملتا ہے اس سے پہلے کہ میں سورۃ کی مختصر تفسیر شروع کروں آپ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کیسی گزری ہے اور مشرکین کی سخت مخالفت یہاں تک پہنچی کہ عورتوں نے بھی نہیں چھوڑا!

یعنی مرد تو مخالفت کرتے تھے دشمنی کرتے تھے بُرا بھلا کہتے تھے یعنی یہاں تک پہنچے ایک صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ مارا پیٹا بھی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو! اب عورتوں کا کیا کام ہے مردوں کے بیچ میں لیکن اتنا سخت بغض اور نفرت ہے توحید سے اور دعوة إلى الله سبحانه وتعالیٰ سے ورنہ قصور کیا ہے؟! وہ قصور والا سمجھتے تھے نا کیا قصور ہے؟ کہ سب باطل معبودات کو چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کرنا قصور ہے یہ؟! (سبحان اللہ)۔

اور باقی جو خوبصورت اور پیاری تعلیمات تھیں کہ مردار جانور نہیں کھانا ہے، صلہ رحمی کرنی ہے، اور زنا کاری بدکاری، شراب خوری حرام خوری سے بچنا ہے یہ تعلیمات ہیں اب ذرا ماحول دیکھیں کہ کیا ماحول تھا۔

اب عورت گھر سے نکلتی ہے صرف یہ بات کہنے کے لیے اور یعنی کسی نہ کسی طریقے سے کوئی اذیت پہنچانی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو اور مومنوں کو جو اس وقت قلت میں قلیل تعداد میں کمزور اور ضعیف تھے اُن لوگوں کو۔

اور آپ سب جانتے ہیں کہ طائف کے سفر میں کیا ہوا کہ چھوٹے بچوں نے بھی پتھر مارے ہیں! سید الخلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیں حیثیت ہے سید الخلق ہیں! یعنی اس دور کے اور ہر دور کے تا قیامت اشرف الخلق سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور چھوٹے بچے بھی پتھر مارتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے خون نکلا! لہولہان کر دیا ان ظالموں نے کافروں نے لیکن صبر کرتے رہے: ﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝﴾(المدثر: 7): اپنے ربّ کے لیے صبر کرتے رہے؛ اذیت چاہے زبانی کلامی ہو چاہے اذیت جسمانی ہو چاہے نفسیاتی اذیت ہو ہر طرح کی اذیت کا سامنا بھی کیا ہے اور صبر بھی کیا ہے اپنے ربّ کے لیے۔

تو آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طریقے سے تسلی دی ہے اور کس طریقے سے ان مشرکین کو منہ توڑ جواب دیا ہے؛ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ: ﴿وَالضُّحٰى﴾ (قسم ہے چاشت کے وقت کی) ﴿وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى﴾ (اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے)۔

اس سورۃ کی ابتداء بھی کئی سورتوں کی طرح قسم سے ہوئی ہے، اور اللہ تعالیٰ خالق اور مالک ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ اپنی مخلوقات میں سے جس چیز کی قسم بھی کھالے:

(۱) ﴿وَالۡعَصۡرِ﴾ (زمانے کی قسم)(العصر: 1)۔

(۲) ﴿وَالۡفَجۡرِ﴾ (صبح کی قسم)(الفجر: 1)۔

(۳) ﴿وَالشَّمۡسِ﴾ (سورج کی قسم) ﴿وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا﴾ (اور چاند کی قسم)(الشمس: 1-2)۔

(۴) اور اس سورۃ میں: ﴿وَالضُّحٰى﴾ (چاشت کے وقت کی قسم) ﴿وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى﴾ (اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے)۔

مخلوق کے لیے یہ ہر گز جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھائے چاہے نبی ولی اور فرشتہ کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا مقرب ترین فرشتہ کیوں نہ ہو یا اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول کیوں نہ ہو نبی کیوں نہ ہو یا کوئی بھی بزرگ اور سب سے بڑا عالم کیوں نہ ہو، دنیا میں کوئی بھی صاحب حیثیت جو ہے اس کی قسم کھانا جائز نہیں ہے شرک ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اور یہاں پر دیکھتے ہیں ہم کہ چاشت کے وقت کی قسم ہے اور رات کی جب وہ چھا جائے۔ سب سے بہترین وقت روشنی کے اعتبار سے اور سب سے بدترین وقت ظلمت کے اعتبار سے؛ تو روشنی ہو ظلمت ہو، دن ہو یا رات ہو کوئی بھی وقت ہو، اچھا وقت ہو بُرا وقت ہو، کشادگی کے حالات ہوں تنگی کے حالات ہوں جیسا بھی وقت ہو قسم ہے اس وقت کی۔

جواب القسم کیا ہے؟ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾ (آپ کے ربّ نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی بیزار ہوا)۔

یہ جواب ہے: "یہ لوگ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تیرے ربّ نے تجھے چھوڑ دیا ہے، اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیرے ربّ نے نہ تو تجھے چھوڑا ہے اور نہ تجھ سے بیزار ہوا ہے"۔

دن ہو یا رات ہو، دھوپ ہو یا چھاؤں ہو، روشنی ہو یا ظلمت ہو، کشادگی کی حالت ہو یا تنگی کی حالت ہو، ہر آن میں ہر وقت ہر جگہ پر تیرا ربّ تیرے ساتھ ہے تیرے ربّ نے تجھے چھوڑا نہیں ہے؛ اور یہ خوشخبری ہر مومن کے لیے ہے جو اتباع باحسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ صحابہ کرام بھی تو پریشان تھے نا وہ بھی تو صبر کر رہے تھے مشرکین کی اذیتوں پر لیکن (سبحان اللہ) جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی ہے "باحسان" انہوں نے بلند ترین مرتبہ پایا ہے اس دنیا میں انبیاء کے بعد (علیہم الصلاۃ والسلام)۔ کون ہیں؟ الصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ دنیا کے سب سے بہترین لوگ جو تھے (دنیا کے تاقیامت) دل کے اعتبار سے جن کے دل سب سے اچھے تھے (اللہ تعالیٰ سب کے دل جانتا ہے ہمارے حالات جانتا ہے نا) اللہ تعالیٰ نے اُن کو چنا ہے اور اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی بنادیا ہے؛ صبر کرتے رہے اور اپنے ایمان کو مضبوط کرتے رہے قربانیاں دیتے رہے اس دنیا کو قربان کرتے رہے اپنے ربّ کے لیے کرتے رہے۔ تو جس کی حالت ایسی ہو اس کا ربّ اسے کبھی چھوڑے گا نہیں بشرطیکہ وہ اللہ کے لیے کرنے والا ہو۔

﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾ (اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اور آخرت آپ کے لیے پہلی حالت (یعنی دنیا) سے بہتر ہے)۔ دنیا میں پریشانیاں ہیں مصیبتیں ہیں، اذیتیں ہیں مشرکین کی دشمنوں کی، حالات اچھے بھی ہوتے ہیں

بُرے بھی ہوتے ہیں، بگڑتے بھی ہیں سنبھلتے بھی ہیں، تنگی کے حالات بھی ہوتے ہیں کشادگی کے حالات بھی ہوتے ہیں، دھوپ اور چھاؤں دنیا کا حصہ رہتی ہے، اکثر وقت مومنوں کا تکلیفوں میں گزرتا ہے۔

آپ دیکھ لیں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی زندگی دیکھ لیں: سب سے پہلے رسول اولوالعزم میں سے سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی دیکھ لیں آپ ساڑھے نو سو سال "دعوة إلى التوحيد الله سبحانه وتعالى"؛ ہم نو سال کی بات نہیں کر رہے ہم نوّے سال کی بات نہیں کر رہے ہم سو سال کی بات نہیں کر رہے، نو سو سال اور ساڑھے نو سو سال! اور کتنے لوگوں نے دعوت قبول کی ہے؟! یعنی پریشانی دیکھیں آپ؛ بعض روایات میں ہے کہ اسّی (80) سے زیادہ نہیں تھے! پوری قوم میں سے اسّی (80) لوگ ساڑھے نو سو سال کی جو کہتے ہیں جمع پونجی جو ہے جیسے عام لفظوں میں کہا جاتا ہے ساڑھے نو سال کی جو محنت ہے صرف اسّی (80) لوگ! (سبحان اللہ)۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اب اس کے بعد یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں؛ تب جا کر بددعا کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس پیارے اور عظیم نبی نے سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام نے: ﴿رَبَّهٗٓ اَنِّىۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ ۝١٠﴾ (القمر: 10): اب میں مغلوب ہو چکا ہوں۔

ساڑھے نو سو سال، تب نہیں ابھی ہے وقت: دیکھیں داعی، ہمیں سورۃ نوح میں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جو داعیان حق ہیں اُن کا ایک مشن ہوتا ہے زندگی کا ایک مقصد ہوتا ہے اپنے ربّ کے پیغام کو پہنچانا ہوتا ہے، ہر حالات سے ٹکرا کر مشکل سے مشکل حالات سے ٹکرا کر آگے بڑھتے رہتے ہیں رُکنا نہیں جانتے کہ کہیں پر بریک لگانی ہے، نہیں! دنیا جیسی بھی ہو اوپر ہو نیچے ہو، کبھی دنیا دائیں طرف مارتی ہے اس بندے کو کبھی بائیں طرف مارتی ہے کوئی فرق نہیں پڑتا اُن کو۔ نتیجہ رزلٹ؟ دیکھتے نہیں اُس کی طرف کہ بھئی کتنے لوگ بات کو سُن رہے ہیں حق کو قبول کتنے نہیں کر رہے کیا فرق پڑتا ہے اُنہیں؟!

اگر سب سے پہلے رسول کی دعوت کا نتیجہ اسّی (80) لوگ ہیں صرف، کوئی لاکھوں لوگوں کا مجمع نہیں ہے کوئی ہزار لوگوں کا مجمع نہیں ہے، کوئی اس سے زیادہ کم نہیں ہے، نہیں کوئی پرواہ نہیں ہے! ہمارے ذمے جو کام سونپا گیا ہے وہ "الدعوة إلى الله على بصيرة" یہ ہمارے ذمے کام ہے۔

نتیجہ ہمارے ذمے ہے کیا؟ دل کی حالت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ ہی بدلتا رہتا ہے ہمارے ذمے کیا ہے؟ ہم نے لوگوں کو حق بات پہنچانی ہے اللہ کا پیغام پہنچانا ہے صحیح طریقے سے جیسا کہ پہنچانے کا حق ہے، باقی دلوں کو بدلنا وہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے دلوں کی ہدایت ہمارے ہاتھوں میں نہیں ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ کے سب سے عظیم رسول کے ہاتھ میں بھی نہیں تھی

(علیہ الصلاۃ والسلام)؛ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سب سے پیارے چاچا کو ہدایت نہ دے سکے ہم کون ہیں لوگوں کو ہدایت دینے والے؟!

توجو حق پر دعوت دیتا ہے وہ دنیا کی فکر نہیں کرتا کہ دنیا ملی ہے نہیں ملی ہے، دنیا تنگ ہے کشادہ ہے، اچھے حالات ہیں بُرے حالات ہیں، دعوت قبولیت ہے نہیں قبولیت ہے، کتنے لوگ ہیں کتنی تعداد ہے، کثرت ہے کم ہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ساڑھے نو سو سال کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کو وحی کے ذریعے پیغام پہنچایا ہے کہ اے میرے پیارے رسول! اے میرے پیارے نبی! اب یہ ایمان نہیں لانے والے۔

بس پوری محنت کی کمائی یہی لوگ ہیں توالحمد للہ، پھر بد دعا کی: ﴿رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَاۗءِ بِمَاۗءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝﴾ (القمر: 10-11): یہاں بد دعا کرنی تھی وہاں سے آسمان کے دروازے کھل گئے۔

دیکھا ہے کبھی آسمان کے دروازے کھلتے ہوئے؟! (سبحان اللہ)۔

جب اللہ تعالیٰ پکڑتا ہے دشمنوں کو ظالموں کو پھر ایسے ہی پکڑتا ہے وہاں پر پھر عقلیں کام نہیں کرتیں وہاں پر یہ احتیاطیں تدابیر کام نہیں کرتیں کہ پہاڑ ہیں پہاڑوں پر چلے جائیں گے تو پھر یہ پانی کیا کرے گا پانی پہنچ سکتا ہے پہاڑوں تک؟! یہ تو بڑے بڑے پہاڑ ہیں کیا ہو گا کچھ نہیں ہو گا! یہ تدابیر کام نہیں کرتیں پھر کچھ کام نہیں آتا۔

اوپر سے آسمان کے دروازے کھلے اور نیچے زمین سے چشمے پھوٹ پڑے پانی کے اور آسمان کے پانی نے زمین کے پانی سے مل کر اس زمین کو غرق کر دیا! پہاڑ غرق ہو گئے سوچ سکتے ہیں آپ؟!

جُرم اتنا بڑا تھا (شرک سب سے بڑا جُرم ہے) سزا بھی ایسی ملی دنیا میں، آخرت میں ہمیشہ کا عذاب ہے!

﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾: اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آخرت آپ کے لیے اس دنیا سے بہتر ہے، دنیا کے حالات تو بدلتے بگڑتے سنورتے سدھرتے رہتے ہیں یہ کوئی یعنی پریشانی کی بات نہیں ہے اصل بات ہے آخرت کی اور آخرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ یہ تو پتہ چل گیا کہ آخرت بہتر ہے دنیا تو فانی ہے وقتی طور پر تکلیفیں ہیں سب ختم ہو جائیں گی اگلی خوشخبری سنیں ذرا: ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾۔

دنیا کی مشکلات دنیا کی پریشانیاں دنیا کے ساتھ ختم ہو جائیں گی اور آخرت ہی آپ کے لیے بہتر ہے اور ہم سب جانتے ہیں کہ آخرت میں سب سے بلند ترین مقام جو ہے "مقام المحمود" اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ

ایک شخص کے لیے ہے بس وہاں پر دوسرا نہیں آسکتا صرف اللہ کے ایک خاص بندے کے لیے ہے اور اس لیے ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے اور یہ دعا مسنون ہے کہ آذان کے بعد ہم اس مقام محمود کی اپنے ربّ سے اپنے پیارے نبی کے لیے دعا کریں: ''وابْعَثْهُ اللَّهُمَّ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ'': اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنے ربّ سے یہ دعا کرتے ہیں۔

اگلی خوشخبری سنیں: ﴿وَلَسَوْفَ﴾ ((اور لام تاکید کے لیے ہے) تاکید کے ساتھ عنقریب) ﴿يُعْطِيكَ رَبُّكَ﴾ (تیرا ربّ تجھے دے گا) ﴿فَتَرْضٰى﴾ (پس تو راضی ہو جائے گا)۔ ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾: ابھی تو کیا ہے ابھی تو پریشانیاں ہیں ابھی تو ہر طرف سے حالات تنگ ہیں: ﴿وَلَسَوْفَ﴾ (سَوْفَ: عنقریب، یعنی کچھ وقت درکار ہے) ﴿يُعْطِيكَ رَبُّكَ﴾ (آپ کا ربّ آپ کو دے گا) ﴿فَتَرْضٰى﴾ (کتنا دے گا؟ پس آپ راضی ہو جائیں گے)۔ دنیا میں بھی راضی ہو جائیں گے اور آخرت میں بھی راضی ہو جائیں گے؛ یہ فانی دنیا میں بھی ﴿وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (القصص: 83): یہ اللہ کا وعدہ ہے، دنیا میں بھی کامیابی ہے اور آخرت میں بھی ہمیشہ کی کامیابی ہے۔ اس لیے جو یہ کہتے ہیں کہ تیرے ربّ نے تجھے چھوڑا ہے، تیرے ربّ نے نہیں چھوڑا ہے کبھی۔

پھر مزید تسلی کے لیے کہ زندگی کے حالات جو گزرے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے:

﴿اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى﴾ (کیا آپ کو یتیم نہیں پایا پس ٹھکانہ دیا)، سبحان اللہ۔ حقائق، یعنی یہ جو اعتراض کر رہے ہیں کہ آپ کے ربّ نے آپ کو چھوڑ دیا ہے اِن آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ آپ کا بچپن کیسا گزرا؟!

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش میں سب سے پیارے بچے تھے بچپن میں، ابھی چھوٹی عمر تھی سب پیارے کرنے والے تھے یہاں تک کہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ کعبہ کے قریب ایک کرسی نما یعنی جگہ خاص بنائی گئی تھی عبد المطلب کے لیے (دادا کے لیے) کوئی جرأت نہیں کرتا تھا اُس جگہ پر بیٹھنے کے لیے کوئی نہیں بیٹھتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتے بچپن میں چھوٹے بچے تھے ابھی آکر اُس جگہ پر بیٹھ جاتے تھے اگر کوئی ہٹانے کی کوشش کرتا تو دادا منع کر دیتا کیونکہ یتیم بچہ ہے زیادہ پیارا ہے پریشان نہ ہو جائے چھوٹا سا بچہ ہے اسے کچھ نہ کہو۔

تو جو دانشور لوگ تھے نا اور آپ کو پتہ ہے کہ کافی دانشور لوگ ہوا کرتے تھے، کہتے " یہ بچہ عام بچہ نہیں ہے اس عمر میں دادا کی جگہ پر بیٹھتا ہے بچے کی کوئی شان بلند ہے کوئی عام بچہ نہیں ہے یہ ": تو پہلے سے دیکھ لیا کرتے تھے۔ اور یہی رشتے دار یعنی ابو لہب

کو بہت پیارا تھا عجب بات دیکھیں آپ! ابو لہب نے جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ لونڈی کو آزاد کر دیا جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے خوشی سے کہ بھتیجا پیدا ہوا ہے۔

بچپن میں پیارا ہے پھر بڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تب بھی یہ پیار باقی رہا چالیس سال یہ پیار باقی رہا اس میں کمی نہیں ہوئی یہ پیار نفرت میں کب بدلا ہے؟ یہ دوستی محبت دشمنی میں کب بدلی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آئے ہیں اُن کی اصلاح کے لیے؛ اچھا کیا ہے اسے اپنانا ہے اچھے راستے کو اپنانا ہے اور بُرے راستے سے بچنا ہے اسے چھوڑنا ہے بُرائی سے ہٹ جانا ہے۔

اب جس کو آپ اچھا بُرا کہیں یا جس کو آپ اچھائی کے راستے کی طرف بلائیں اور بُرائی سے روکنے کی کوشش کریں تو لوگ اس سے متنفر ہو جاتے ہیں کہ ارے کیا یہ ہمیں بتانا چاہتا ہے کہ صحیح کیا ہے غلط کیا ہے ہماری عقلیں نہیں ہیں ہم نہیں سوچ سکتے کیا صحیح کیا غلط ہے یہ کل کا بچہ ہمیں بتائے گا؟!

بزرگ یہی کہتے ہیں نا کسی کے گھر میں یعنی کوئی سلفیت کو سمجھ لے (الحمد للہ) اور راہ راست پر آ جائے اور جا کر اپنے والد سے یا اپنے گھر والوں سے ادب کے دائرے میں رہ کر نصیحت کرے کہتے ہیں: "لو جی کل دا منڈا ہے سانوں سمجھاندا اے!"۔

یہی ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا؟! اور طرح طرح کی باتیں اپنے پیارے ہی شروع کرتے ہیں! ابھی تک یہ سب سے اچھا تھا وہ سب سے پیارا تھا سب سے فرمانبردار بیٹا تھا، جب گانے سنتا تھا اور بُرائیاں کرتا تھا سگریٹ نوشی کرتا تھا یہ کرتا تھا وہ کرتا تھا تب تو اچھا تھا! عجب دیکھیں ہمارے ترازو کیسے عجیب سے ہیں کہ جب اُس نے سب بُرائیوں سے توبہ کر لی ہے اور راہ راست پر آ گیا ہے اور خیر کی طرف بلاتا ہے نصیحت کرتا ہے ادب کے دائرے میں رہ کر یعنی بعض ایسے لوگ جانتا ہوں جو سائل بن کر جاتے ہیں باپ کی طرف کہ ابا جان! یہ جو قبر کا طواف ہوتا ہے کیوں ہوتا ہے اس میں کیا خیر ہے؟ وہ تو مر چکا ہے اس میں کیا خیر ہے؟ کہتے ہیں دیکھا نا یہ وہابی ہو گیا ہے! دیکھو یہ پاگل ہو گیا ہے! دیکھا یہ گھر میں فتنہ چاہتا ہے یہ تباہی چاہتا ہے گھر میں! (سبحان اللہ)۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى﴾ (کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم نہیں پایا پس ٹھکانہ دیا): حقیقت ہے۔

اچھا یہاں پر فَآوَاكَ نہیں ہے أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَاكَ نہیں۔

فَآوَى اور فَآوَاكَ میں کیا فرق ہے؟ فَآوَاكَ میں كَ الخطاب ہے۔

یعنی صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو ٹھکانہ دیا ہے، یتیم پایا ہے صرف آپ کو ٹھکانہ دیا ہے، لیکن فتاویٰ میں عام ہے کہ آپ کو بھی اور ہر اُس شخص کو جو آپ کی اتباع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی ٹھکانہ دیتا ہے۔اور یہ خاص قسم کا ٹھکانہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کافروں کو بھی دیتا ہے کہ نہیں؟ کافروں کو کون دے رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی دے رہا ہے، لیکن یہ خاص انعام ہے ربّ کی طرف سے اپنے خاص بندوں کے لیے۔

﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے خبر پایا تو ہدایت دی)۔اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ہوش سنبھالا اور جوان ہوئے تو اپنی قوم کی بُت پرستی کو دیکھ کر کافی تکلیف ہوتی تھی، کبھی کچھ کہتے تو وہی بات کہ تجھے پتہ نہیں ہے اپنے کام سے کام رکھو۔اور پتہ بھی نہیں تھا کہ دلیل کیا ہے علم نہیں تھا کہ راہ راست کہاں پے ہے اور یہ چیزیں غلط تو ہیں لیکن کہاں سے پتہ چلے گا کہ غلط ہے؟! کیسے ممکن ہے کہ ان بُتوں کو اپنے ہاتھوں سے تراشا جائے اور پھر اس کا طواف بھی کیا جائے سجدہ بھی کیا جائے ان کو پکارا بھی جائے مدد بھی مانگی جائے جبکہ ہم اپنے ہاتھوں سے ان کو بناتے ہیں؟! وہ تو ہمارے محتاج ہیں ہم اُن کے محتاج کیسے ہو سکتے ہیں؟! تو عجیب سی ایک کیفیت ہوتی تھی اس لیے پھر ویرانے میں چلے جاتے تھے دیکھتے تھے آسمان کی طرف اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی طرف دیکھتے تھے، یہ درخت یہ درند یہ پرند زمین وآسمان کس نے پیدا کیے ہیں؟! جس ربّ نے پیدا کیے ہیں وہی ربّ ہی عبادت کا حقدار ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا۔

لیکن وہ ربّ کون ہے کوئی پتہ نہیں ہے کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی جو تعلیمات تھیں جزیرۂ عرب میں، اُن کے بعد سیدنا اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کی مٹ چکی تھیں اُن کا بقایا بھی کچھ نہیں رہا تھا۔

بنی اسرائیل میں تو انبیاء آتے رہے جزیرۂ عرب میں سیدنا اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں آیا کوئی رسول نہیں بھیجا گیا تو بنی اسرائیل کی کچھ تعلیمات کیونکہ بنی اسرائیل کے انبیاء اپنی قوم کے لیے تھے جزیرۂ عرب کے لیے نہیں تھے لیکن جو معالم تھے توحید کے مٹ چکے تھے سوائے چند لوگوں میں بعض باقی تھیں بعض چیزیں۔صرف چار پانچ لوگ ہسٹری میں آتے ہیں (تاریخ میں) جو ابھی توحید پر قائم تھے اور باقی سارا کا سارا جزیرۂ عرب جو تھا وہ شرک میں ڈوبا ہوا تھا! (سبحان اللہ)۔

تو وحی نازل ہوئی جب وحی نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے راہ راست دکھادی کہ یہ کون سا راستہ ہے جس کی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تلاش تھی آپ کو پتہ نہیں تھا یہ راستہ ہے: اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیوں پیدا کیا ہے؟ کیا زندگی کا ایک مقصد ہے؟ زمین وآسمان کو کیوں پیدا کیا ہے؟ عبادت کا حق صرف اور صرف وہ کون سی ذات ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ ہے کوئی اور نہیں ہے۔اور پھر اس

وحی کے نور کو اللہ تعالیٰ نے بعد میں حکم بھی دیا ہے کہ اپنے قریبی رشتے داروں میں جا کر پہنچاؤ، پھر دعوت عام ہوئی ثقلین کے لیے (جن وانس کے لیے): ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾: اور انعام۔

﴿وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى﴾ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مفلس پایا تو غنی کر دیا)۔

یہاں پر ہدایت کی بات فَهَدَاك نہیں ہے ﴿فَهَدٰى﴾، اور فَأَغْنَاكَ نہیں ہے بلکہ ﴿فَاَغْنٰى﴾

، جس سے یہی ثبوت ملتا ہے کہ ہر وہ شخص جو ہدایت کے راستے کا طلب گار ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کو اپنا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہدایت ضرور دیتا ہے۔

یعنی ہدایت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی ہے اور اُس شخص کے لیے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنے والا ہے؛ اور غنیٰ جو ہے غنی کرنا جو ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی غنی کیا مفلسی سے اور ہر اُس شخص کو اللہ تعالیٰ غنی کرتا ہے مفلسی سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتا ہے اتباع باحسان کرتا ہے۔

اور ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں بکریاں چرایا کرتے تھے، کوئی بڑا بزنس نہیں کیونکہ کسی تاجر کے بیٹے نہیں تھے یا کوئی تجارت والا بڑا خاندان نہیں تھا اُن کا تو عام سی زندگی تھی اور ایسا وقت بھی آیا ہے یعنی جب "دعوة إلى توحيد الله" اپنی قوم میں شروع کی تو قوم نے مزید دوری اختیار کر لی یہاں تک کہ شعب اَبی طالب میں تین سال تک انہوں نے یعنی محاصرہ کر لیا اور بائیکاٹ کر لیا تین سال تک یہاں تک کہ کھانا پینا سب کچھ بند کر دیا؛ شدید تکلیف میں!

اور ایک ایسا وقت بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے حجۃ الوداع کے موقعے پر کتنے اونٹ ذبح کیے؟ سو اونٹ۔ سو اونٹ تھے تریسٹھ (63) اپنے دست مبارک سے ذبح کیے اور باقی سیدنا علی نے پورے کیے؛ سو اونٹ!

تو کچھ بھی نہیں تھا وہاں سے لے کر سو اونٹ جو ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرنا! اور ایک اونٹ کتنی قیمت کا ہوتا ہے آپ یہ دیکھیں! (سبحان اللہ)۔

تو یہ غنیٰ کہاں سے آیا؟ اپنے ربّ کی طرف سے: ﴿اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى﴾۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ انعامات اور احسانات کیے ہیں اور اپنی نعمتیں تمام کی ہیں آپ پر اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اور آپ کے صحابہ پر آپ کی اتباع کرنے والوں پر اب حکم ہے اللہ تعالیٰ کا: ﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ (پس جو یتیم ہو اس پر قہر نہ کریں)۔

کیونکہ اس معاشرے میں بہت سارے یتیم موجود ہیں جن کے سَروں سے باپ کا سایہ ختم ہو چکا ہے، ایسے یتیموں سے جب بھی اور کہیں بھی اگر ملاقات ہو تو یہ شفقت کے حقدار ہیں ان سے شفقت کی جاتی ہے ان پر رحم کیا جاتا ہے ان پر قہر نہیں کیا جاتا۔

جیسا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ربّ نے آپ کو ٹھکانہ دیا اور آپ کی حفاظت فرمائی آپ پر رحم فرمایا تو ہر اُس شخص کو چاہیے کہ جسے اللہ تعالیٰ کسی خاص نعمت سے نوازتا ہے تو اس نعمت کا اثر اس کی زندگی میں بھی ہونا چاہیے اور دوسروں تک بھی اس اثر تک پہنچنا چاہیے۔

دنیا کے کئی ایسے لوگ ہیں جن کا خود بچپن یتیمی میں گزرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اُن کو دیتا ہے تو (نعوذ باللہ) دل سخت ہو جاتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ خود کبھی کسی زمانے میں یتیم ہوا کرتے تھے، اور اُن کے دل سے رحمت بھی ختم ہو جاتی ہے!

ہونا کیا چاہیے تھا؟ ایسے لوگ بھی ہیں یعنی یتیم خانے کھولے ہوئے ہیں اور خاص اہتمام کرتے ہیں یتیموں کا دل میں رحمت باقی رہتی ہے، اور کئی ایسے ہیں جو پرواہ بھی نہیں کرتے!

تو جب اللہ تعالیٰ نے آپ کا خاص انعام سے نوازا ہے تو اس کا اثر دوسروں تک بھی پہنچنا چاہیے نا اس کو کیا کہتے ہیں؟ "نشکر النعمة": اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے اس نعمت کو آپ آگے بھی شیئر کریں۔

﴿وَاَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنۡهَرۡ﴾ (اور جو سوال کرنے والا ہو اسے نہ جھڑکیں)۔

اور سوال کرنے کے اعتبار سے کئی قسم کے سوال ہیں:

1- ایک سوال ہے جو سوال کرنے والا ہے کہ ایک سائل آتا ہے آپ سے کوئی علمی سوال کرتا ہے، اگر آپ صاحب علم ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم سے نوازا ہے آپ طالب علم ہیں یا آپ عالم ہیں اور آپ سے کوئی سوال کرتا ہے کوئی فتویٰ آپ سے پوچھتا ہے اور آپ کو اس کا جواب بھی آتا ہے آپ کو پتہ بھی ہے تو آپ اس کو جواب دیں علم چھپانا جائز نہیں ہے۔

آپ کے پاس وقت نہیں ہے یا آپ کو پتہ نہیں ہے یا مناسب وقت نہیں ہے تو احسن طریقے سے اسے بتا دیں کہ مناسب وقت نہیں ہے، جھڑکنا جائز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسی خیر سے نوازا ہے اب اس خیر کا حق آپ کے مسلمان بھائیوں کو بھی ہے یہ خیر وہاں تک بھی پہنچنا چاہیے، اگر آپ سخت دل ہو جائیں اور سختی سے جواب دینا شروع کر دیں تو یہ خیر آپ کی حد تک منحصر رہے گا آگے پہنچے گا نہیں اور جو مسلمان معاشرہ ہے اس خیر سے محروم ہو جائے گا!

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس خیر کو آگے تک پہنچائیں دوسروں تک پہنچائیں تاکہ وہ بھی اس خیر میں آپ کے شریک ہو جائیں اور آپ کو بھی اُجر ملے گا، جس کو آپ دعوت دیتے ہیں خیر پہنچاتے ہیں یعنی آپ کو اُجر بھی اس کے عمل کے ساتھ ملتا رہے گا یعنی آپ کسی صورت میں بھی کوئی نقصان نہیں ہے خیر ہی خیر ہے ہر طرف!

2-اور دوسری قسم کا سوال عام جو مال کا سوال ہوتا ہے، اگر آپ صاحب مال ہیں اور آپ سے کوئی سوال کرتا ہے اگر آپ نہیں دینا چاہتے تو آپ نہ دیں آپ کی مرضی ہے، لازمی نہیں ہے کہ زکوۃ تو فرض ہے زکوۃ کے علاوہ جو نفل صدقات ہیں اگر آپ نہیں دینا چاہتے تو آپ نہ دیں لیکن جھڑکنا ہرگز نہیں ہے جھڑکنا حرام ہے جائز نہیں ہے۔

3-اور اور قسم کا سوال جو ہے کہ اگر آپ ڈاکٹر ہیں اور کوئی مریض آپ سے سوال کرتا ہے تو اس کو بھی جھڑکنا جو ہے یہ جائز نہیں ہے؛ یہ صلاحیت اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے اور آپ اگر مناسب وقت نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات پریشان کر دیتے ہیں ناکہ ڈیوٹی کے بعد آ جاتے ہیں ڈیوٹی ختم ہو جاتی ہے اور آ جاتے ہیں یعنی خود ٹی وی وغیرہ دیکھ کر پورا کام کر کے آتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب جو ہیں جیسا کہ وہ بیچارے روبوٹ ہوں اور ان کی اپنی کوئی زندگی نہیں ہے "ڈاکٹر صاحب بڑی دور سے آیا ہوں میری بڑی طبیعت خراب ہے جناب بڑا بخار ہے"۔

تو ابھی تک کہاں تھے بھئی؟! طبیعت خراب ہے آٹھ آٹھ گھنٹے جو ڈاکٹر کرسی پر بیٹھتا ہے بیچارا اس کی زندگی بھی تو ہے! ابھی تک کہاں تھے؟ نہیں جی وہ کام ہو گیا تھا۔اُس وقت بخار کہاں تھا بھئی؟!

تو اس لیے یعنی مریضوں کو بھی دیکھنا چاہیے، سوال کرنے والے کو بھی دیکھنا چاہیے، مال مانگنے والے کو بھی دیکھنا چاہیے کہ مناسب وقت ہے یا نہیں ہے، تو اگر غیر مناسب وقت بھی ہو اگر آپ نہیں بھی کرنا چاہتے اسے جواب کم سے کم بالُا حسن دینا چاہیے جھڑکنا جو ہے وہ درست نہیں ہے۔

"اِلَّا یہ کہ "استثنیٰ ہے اس میں، اس میں اور بھی مختلف قسم کے سوال ہیں کہ کوئی اسٹوڈنٹ ہے ٹیچر سے کچھ پوچھتا ہے کہ بھئی استاد جی مجھے یہ مسئلہ جو ہے سمجھ میں نہیں آیا ہے؛ تو اس کو جھڑکیں نہیں اسے پیار سے سمجھائیں کہ بھئی یہ مناسب وقت نہیں ہے کلاس میں سمجھا دوں گا آپ کو، بعد میں آنا سمجھا دوں گا میں آپ کو۔

یوں اشارہ کر کے "گیٹ آؤٹ، نکل جاؤ" یہ کیا ہے یہ کوئی طریقہ ہے؟! یہی جھڑکنا ہے اور اسی سے ہمیں منع کیا ہے؛ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ٹیچر بنایا ہے کسی زمانے میں آپ بھی اسٹوڈنٹ ہوا کرتے تھے ناپیدائشی ٹیچر تو نہیں ہوتا نا کوئی ٹیچر؟! اگر آپ اس کی جگہ ہوتے تو اچھا لگتا!

اور واللہ ! کئی ایسے اسٹوڈنٹس ہیں جنھوں نے تعلیم کو چھوڑا ہے یا کسی سبجیکٹ سے نفرت کی ہے ایک ٹیچر کی وجہ سے ! آسان سبجیکٹ ہے لیکن ٹیچر کی سختی اور غلط رویئے نے اور اس جھڑکنے کی وجہ سے اس نے علم اور تعلیم سے ایسی نفرت کی ہے انہوں نے کہا کہ بھئی مزدوری کروں گا میں مکینک بن جاؤں گا میں وہ مجھے منظور ہے لیکن یہ روز کا جھڑکنا اور روز کے یعنی ایسے استادوں سے پالا جو ہے وہ ہم سے نہیں ہوتا، اور کئی کی بیچاروں کی زندگی خراب ہوئی !

اور کئی ایسے بچے بھی ہیں جو تعلیم سے نفرت کرتے تھے ایک استاد نے زندگی بدلی ہے ان کی اور ایسی دلجوئی سے انہوں نے پڑھا ہے ماشاءاللہ کہ کافی بڑی پوسٹ ہیں وہ اور بڑی پوزیشن پر ہیں آج دنیا کے اعتبار سے۔

تو جھڑکنا جائز نہیں ہے !

اس میں کچھ ایکسپشنز (Exceptions) ہیں جن میں آپ جھڑک بھی سکتے ہیں اور یتیم پر قہر بھی کر سکتے ہیں سختی بھی کر سکتے ہیں:

1- جب کوئی یتیم ہے اور وہ اپنے مال کو ضائع کرنا چاہتا ہے۔

2- یا بدتمیزی پر اُتر آیا ہے۔

3- یا وہ کسی محرمات کا ارتکاب کرنا چاہتا ہے۔

تو آپ اس کی اچھی تربیت کے لیے اگر آپ اس کے ذمے دار ہیں تو اس کو اس وجہ سے جو اس نے غلط کیا ہے اچھی صحیح تربیت کے لیے آپ اس پر سختی کر سکتے ہیں، جیسے اپنے بچوں پر سختی ہم کرتے ہیں ویسے کسی یتیم پر بھی جس کے ہم ذمے دار ہیں سختی کر سکتے ہیں۔ بعض لوگ کیا کرتے ہیں کہ بھئی یتیم ہے چھوڑو اسے، یتیم ہے کچھ نہ کہو اسے؛ بگڑے گا کہ نہیں بگڑے گا؟! اگر اس کا اپنا باپ ہوتا اس پر سختی کرتا کہ نہیں؟ تو غلطی پر تو سختی کرنی ہے لیکن ہمیشہ کی سختی کہاں کا حق ہے؟! یتیم کے مال کو کھانا کہاں کا حق ہے؟! یہ چیزیں جائز نہیں ہیں۔

4- اسی طریقے سے کوئی سوال کرنے والا ہے اور تعنّت ہے اس کے اندر کہ سوال تو کرتا ہے لیکن پریشان کرنے کے لیے صرف علماء کے اقوال کو آپس میں مارنے کے لیے، عمل نہیں کرنا ہے صرف یوں شغلیہ سوال کرنے ہیں اور جا کر پھر علماء کے اقوال آپس میں مارنے ہیں اور یہ شو کرنا ہے کہ دیکھیں یہ کون سا عالم ہے بھئی؟! یہ یہ کہتا ہے، فلاں یہ کہتا ہے اور سب ایک ہی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں یہ کون سا علم ہے؟! تو اگر ایسا شخص آتا ہے سوال کرنے کے لیے اسے جھڑک سکتے ہیں یہ تادیب ہے تادیب کے لیے جھڑک سکتے ہیں۔

آخری آیت: ﴿وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ﴾ (اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربّ کی نعمت ہے اسے بیان کریں)۔

اللہ تعالیٰ کی نعمت وسیع ہے اور اللہ نے ہم سب کو واللہ کئی نعمتوں سے نوازا ہے، کسی کو کئی نعمتوں سے نوزا ہے، اگر کوئی نعمت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے تو اس نعمت کو ہمارا ربّ ہمارے اوپر دیکھنا بھی چاہتا ہے اور اگر ہم تحدیث بالنعمۃ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کسی نعمت کا ذکر کرتے ہیں شیئر کرتے ہیں دوسروں سے کہ دیکھیں اللہ کا بڑا شکر ہے بڑا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس علم سے نوازا ہے اس کام سے نوازا ہے، اس پوسٹ سے اس جاب سے، اگر تحدیث بالنعمۃ اور شکر ادا کرنا ہے تو یہ شرعاً جائز ہے اس کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

﴿فَحَدِّثۡ﴾ فعل اُمر ہے اس میں خیر ہے، دوسروں کو بھی اس کی طرف دعوت ہے، دوسروں کو بھی اس خیر کی طرف یعنی آمادہ کرنا ہے، اور اگر یہ صرف تکبر کے لیے ہے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

اگرچہ دیکھیں کہ نعمت کو ظاہر کرنا یہ بھی کر رہا ہے وہ بھی کر رہا ہے، ایک کے لیے لازمی ہے اور قابل تعریف کام کر رہا ہے اُجر و ثواب بھی ملے گا، دوسرا جو ہے قابل مذمت ہے اور اس کو اس پر گناہ بھی ملے گا۔ کام ایک ہی کیا ہے اظہار نعمت کیا ہے اپنے ربّ کا لیکن نیت کیا ہے، اس کا انداز کیا ہے، اس کا طریقہ کیا ہے یہ سب کاؤنٹ کرتا ہے۔

تو شکر بالنعمۃ جو ہے یہاں پر کیونکہ نعمتوں کا شکر کیا گیا ہے تو سورۃ کے آخر میں بھی ان ہی نعمتوں کو بیان کرنا مقصود ہوا ہے کہ بھئی کوئی شخص کہے میں یتیم تھا میرے ربّ کا بڑا کرم ہے اور دیکھیں میرے پاس الحمد للہ اتنا مال بھی ہے علم بھی ہے اور اس کو اگر ذکر کرتے ہیں اور فلاں کا میں یعنی بڑا شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ کے یعنی احسان کے بعد اس بندے کا میرے اوپر بڑا احسان ہے؛ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے تحدیث بالنعمۃ ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص تکبر سے کہے کہ ارے میں نے یہ کیا ہے، میں نے یہ فیکٹری بنائی ہے یہ میرے ہاتھ کی کمائی ہے میں تھا تو یتیم لیکن دیکھیں میں نے کیا کمالات کیے ہیں؛ اب دونوں میں فرق ہے کہ نہیں؟

دونوں میں فرق ہے نامۂ اعمال میں لکھ دیا گیا ہے پہلے کا بھی دوسرے کا بھی لیکن جواب تو دونوں نے دینا ہے، ایک کے لیے نامۂ اعمال میں اعمال صالح ہو گا دوسرے کے لیے بُرائیاں ہوں گی اعمال سیئۃ ہوں گے (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے)۔

سورۃ کی ابتداء اور انتہا دیکھیں آپ کہ قسم کے بعد ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾؛ اور آخر میں ﴿وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ﴾: اتنی نعمتیں ہوں گی اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہ پوری دنیا گواہی دے گی تا قیامت۔

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾: میں اپنے پیارے نبی کو ایسے راضی کروں گا کہ ساری دنیا گواہی دے گی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ربّ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راضی ہے اور ہمیشہ راضی رہے گا۔

یہ تو بات کر رہے ہیں کہ ربّ نے چھوڑا ہے، نہیں ربّ نے نہیں چھوڑا ہے؛ یہ ایک عورت نے آکر کہا تھا نا اب پوری دنیا گواہی دے گی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربّ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کبھی چھوڑا نہیں ہے اور نہ کبھی چھوڑے گا۔

یہ حدیث بالنعمۃ جو ہے اب ہم کر رہے ہیں کہ نہیں کر رہے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتنے انعامات اور احسانات ہیں زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی اور تا قیامت؟ واللہ أعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (093: سورۃ الضحیٰ کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio